www.KitaboSunnat.com

حدیث و سنت

خطاب : مولانا عبدالسلام بھٹوی
ترتیب و تلخیص:۔ محمد رمضان سلفی

"کیا حدیث کو محض غلطی کے امکان کی بنا پر رد کیا جا سکتا ہے"؟

بعض لوگ یہ تو مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی ضروری ہے لیکن بقول ان کے حدیث قرآن کریم کی طرح قطعی نہیں بلکہ ظنی ہے جس میں محدثین کی امکانی کوشش بھی داخل ہے جو نبی کریم تک کسی بات کی نسبت کی تحقیق کرتے ہیں۔ اور سلسلۂ سند کے اشخاص نیز محدثین خطا سے پاک نہیں ہیں اور ہو سکتا ہے انہوں نے حدیث کا مفہوم سمجھنے میں غلطی کی ہو لہٰذا حدیث، قرآن مجید کی طرح قطعی نہیں ہو سکتی۔ بنا بریں جو حدیث قرآن کریم کے مطابق ہو وہ قبول کی جائے گی اور جو حدیث اس کے موافق نہ ہو اسے چھوڑ دیا جائیگا۔ ان کے بقول حدیث کو قرآن پر پیش کیا جائے گا اور اس کے ردّ و قبول کا فیصلہ قرآن کرے گا اور ان لوگوں کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ حدیث کی تحقیق کے لئے صحابہ کرام کا اصول بھی یہی تھا۔

اس بارہ میں سب سے پہلے سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ اگر وہی حدیث مانی جائے جو قرآن کریم کے مطابق ہو تو پھر آپ نے حدیث کو کیا مانا؟ پھر تو صرف قرآن کو ہی تسلیم کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر قرآن کے موافق بات کہیں تب آپ مانیں دوسری بات کو نہ مانیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے لوگوں سے امتیازی حیثیت اور آپکی فضیلت تو کچھ نہ رہی۔

ایک آدمی امام شافعیؒ کے پاس آکر کہنے لگا قرآن کریم تو قطعی ہے جس چیز کو وہ حرام کرے وہ قطعی حرام ہے اور جسے وہ حلال کہے وہ قطعاً" حلال ہے لیکن رسول کریمؐ کی احادیث کا وہ مرتبہ نہیں جو قرآن مجید کا ہے۔ وہ ظنی ہیں جو انسانوں کے ذریعے ہم تک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچی ہیں جن میں خطا کا امکان ہے لہٰذا ان کے ذریعے کسی چیز کو حرام یا حلال قرار نہیں دیا جا سکتا۔

امام شافعیؒ نے اس سے فرمایا بتاؤ یہ شخص جو تمہارے پاس بیٹھا ہوا ہے کیا اسے قتل کرنا یا اس کا مال چھین لینا تمہارے لئے جائز ہے؟ اس نے کہا نہیں بلکہ مال چھیننا یا اس کا خون بہانا حرام ہے آپ نے فرمایا، اچھا یہ بتاؤ اگر دو آدمی گواہی دیدیں کہ ہم نے اسے فلاں کو قتل کرتے دیکھا ہے جبکہ اس نے اس کا مال بھی چھینا ہے تو پھر آپ کا فیصلہ کیا ہوگا؟ تو اس نے جواب دیا پھر تو میں اسے قصاص میں قتل کردوں گا۔ اور جو مال اس نے چھینا ہے واپس دلواؤں گا۔ آپ نے فرمایا، اب یہ بتاؤ کہ یہاں گواہوں کی شہادت میں غلطی کا امکان نہیں ہے؟ وہ گواہ بھی آخر انسان ہیں جنہیں غلطی لگ سکتی ہے اس نے جواب دیا کہ واقعی غلطی کا امکان تو اب بھی ہے تو آپ نے فرمایا جبکہ دو آدمیوں کی شہادت آپکے ہاں ظنی ہے اور اس میں غلطی کا امکان ہے تو آپ نے ایسے دو آدمیوں کی گواہی سے اس آدمی کے مال اور جان کو کیونکر حلال کر لیا؟ جبکہ قرآن کریم نے اس آدمی کے مال و جان کو حرام قرار دیا ہے حالانکہ ان کی گواہی قرآن کے مرتبے کی نہیں اور اس میں غلطی کا بھی امکان ہے تب اس نے کہا اسکا تو کوئی جواب نہیں یہ بات تو ٹھیک ہے کہ جب تک غلطی ثابت نہیں ہوگی اس کو صرف امکان کی بنا پر رد نہیں کیا جا سکتا اور اس طرح حدیث کو صرف اس بنا پر نہیں چھوڑا جا سکتا کہ اسے نقل کرنے والے انسان ہیں جن سے غلطی ہونا ممکن ہے ہاں جب کسی راوی سے غلطی کا واقع ہونا ثابت ہو جائے تب اسے چھوڑا جائے گا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ احادیث سے قطعی علم حاصل نہیں ہوتا وہ تو صرف ظن کا فائدہ دیتی ہیں جبکہ ظن کے متعلق قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَإِنَّ ٱلظَّنَّ لَا يُغْنِى مِنَ ٱلْحَقِّ شَيْـًٔا

ظن حق کا فائدہ نہیں ملتا۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ احادیث ظنی ہیں اور ظنی احادیث سے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ لہٰذا احادیث کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

اس دعوے کے باوجود یہ لوگ یہ باور کراتے ہیں کہ ہم احادیث کو مانتے ہیں اور ہمیں منکر حدیث کہنا درست نہیں!!! ــــــــــــ حالانکہ ایک طرف یہ لوگ احادیث کو ظنی کہتے ہیں اور ظنی ہونے کا مفہوم ان کے ہاں یہ ہے کہ اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا کرتا، لہٰذا احادیث رسول سرے سے غیر معتبر قرار پائیں جب یہ غیر معتبر ٹھہریں تو انہیں قرآن کریم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر پیش کرنے کا کیا مطلب؟

دراصل ان لوگوں کو ظنّ کا مفہوم سمجھنے میں غلطی لگی ہے کیونکہ لفظ "ظن" عربی زبان میں کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے کبھی یہ لفظ شک کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَمَا تَهْوَى ٱلْأَنفُسُ

یعنی یہ لوگ وہم و گمان اور خواہشات نفس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔

اسی طرح دوسرے مقام پر ہے کہ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنَّ ٱلظَّنَّ لَا يُغْنِى مِنَ ٱلْحَقِّ شَيْـًٔا یہ لوگ ظن و وہم کے پیچھے لگے ہوئے ہیں حالانکہ وہ حق سے کچھ کفایت نہیں کرتا۔

اب جبکہ ظن سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا اور احادیث بھی ظنی ہیں تو ان سے بھی کوئی علمی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

امام راغب نے اپنی مفردات القرآن میں کہا ہے

اَلظَّنُّ اِسْمٌ مَا يَحْصُلُ عَنْ اَمَارَةٍ وَمَتىٰ قَوِيَتْ اَدَّتْ اِلَى الْعِلْمِ

یعنی ظن اس چیز کا نام ہے جو علاقوں اور دلائل سے حاصل ہو اور یہ دلائل جیسے مضبوط ہوتے جائیں ویسے ان سے علم یقین حاصل ہوتا جاتا ہے۔

آگے بڑھنے سے قبل چند کلمات بطور تمہید پیش خدمت ہیں کہ یہ یقین دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جو مشاہدے سے حاصل ہو جیسے سورج کو آنکھوں سے دیکھ لے کہ وہ طلوع ہو چکا ہے یہ ایسا یقین ہے جس میں سوچنے سمجھنے اور غور و فکر سے حاصل ہوتا ہے یا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال تک کوئی غلط بیانی نہیں کی اور نہ ان سے کوئی خیانت سرزد ہوئی ایسی باتوں پر جب کوئی انسان غور کرتا ہے تو اسے یقین ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے نبوّت کے دعویٰ میں بھی سچے ہیں۔

اسی طرح جب ہم غور و فکر کرتے ہیں کہ بعض لوگ ساری عمر دوسروں پر ظلم و ستم ڈھاتے رہتے ہیں اور کمزور لوگ ظلم سہتے مر جاتے ہیں اور ان مظلوموں کو اگر انصاف نہ ملے تو بڑی زیادتی کی بات ہے لہٰذا کوئی دن ایسا ہونا چاہیے جس میں مظلوم کو انصاف ملے اور ظالم کو اپنی زیادتی کی سزا ملے تو یقین ہو جاتا ہے کہ قیامت کا بپا ہونا برحق ہے۔

لہٰذا غور و فکر اور دلائل سے حاصل ہونے والے علم و یقین کو بھی عربی زبان میں "ظن" کہتے ہیں جیسا کہ امام راغب نے فرمایا

اَلظَّنُّ اِسْمٌ مَا يَحْصُلُ عَنْ اَمَارَةٍ وَمَتىٰ قَوِيَتْ اَدَّتْ اِلَى الْعِلْمِ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَتیٰ ضَعُفَت جِدًّا لَم یَتَجَاوَز حَدَّ التَّوَهُّمِ

یعنی ظن اس چیز کا نام ہے جو علاقوں اور دلائل کے ذریعے سے حاصل ہو، یہ علاقیں اور دلائل جیسے مضبوط ہوتے جائیں ویسے ان سے علم یقین حاصل ہوتا جاتا ہے اور اگر وہ کمزور ہوتے جائیں تو وہم حاصل ہوتا ہے (اسے بھی ظن کہتے ہیں)

الغرض "ظن" جیسے وہم پر بولا جاتا ہے اسی طرح یہ لفظ یقین کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور دونوں میں فرق یہ ہے کہ دلائل و براہین اور علامات اگر قوی ہوں تو ایسا ظن یقین کا فائدہ دیتا ہے اور اگر وہ علامات کمزور ہوں تو وہم کے معنی میں ہوگا۔

قرآن مجید میں کئی مقامات پر لفظ ظن یقین کے معنی میں وارد ہوا ہے خصوصاً جبکہ اسکے بعد "أنّ" میں آئے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُوا رَبِّهِمْ

یعنی نماز پڑھنا لوگوں پر بڑا گراں ہے لیکن اللہ سے ڈرنے والوں پر یہ مشکل نہیں ہے جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں اب دیکھئے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ملاقات یقینی چیز ہے اور اس کے لئے "ظن" کا لفظ استعمال ہوا ہے جب قیامت پر یقین رکھنے کیلئے ظن کا لفظ کفایت کر جاتا ہے تو احادیث نبویہ کیلئے "ظن" کا لفظ آجائے گا تو یہ کونسی اچنبے کی بات ہے کیونکہ احادیث نبویہ کے ظنی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ وہم ہیں یا مشتبہ ہیں بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ یقینی ہیں اور یہ یقین دلائل میں غور و فکر اور تحقیق کرنے کے بعد حاصل ہوا ہے۔۔۔۔ جیسا کہ کوئی آدمی دوسرے کو کسی بات کی خبر دے تو اس کے جھوٹا جانے کا بھی احتمال ہے جیسا کہ وہ سچا بھی ہو سکتا ہے اور اگر وہ خبر دینے والا آدمی صادق و امین ہو تو اس کی خبر کے سچا ہونے کا ہمیں یقین ہو جاتا ہے خصوصاً جبکہ اس کی خبر کے ساتھ دیگر قرائن بھی مل جائیں جو اس کے صادق ہونے کی تائید کرتے ہوں لیکن اس خبر کو "ظن" اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ علم ہمیں مختلف دلائل اور قرائن سے حاصل ہوا ہے۔

اسی طرح جب کوئی پیدا ہوتا ہے تو اس کے ہوش سنبھالنے کے بعد اسے اپنی والدہ سے پتہ چلتا ہے کہ میرا باپ فلاں ہے جس کا میں بیٹا ہوں ہو سکتا ہے کہ اس نے اپنی والدہ کے علاوہ دیگر بہت سے لوگوں سے سنا ہو کہ اس کا والد فلاں ہے لیکن اصل حقیقت کا علم تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی والدہ کا ہے یا اس کے باپ کو اب اگرچہ اس خبر میں غلطی کا امکان ہے لیکن اس امکان کی بنا پر کوئی بھی اپنے باپ کی نفی نہیں کرتا اور اگر اس امکان کی بنا پر ہی خبر کی نفی کر دی جائے تو کسی کا اصل باپ ہی ثابت نہیں ہو سکے گا لیکن خبر دینے والی عورت اگر پاکدامن ہے تو اس کی خبر قبول کر لی جاتی ہے بلکہ اس کا یقین کر لیا جاتا ہے اگرچہ یہ یقین قرائن سے حاصل ہونے والا ہے ۔ اور دنیا کے تمام کاروبار اسی بنیاد پر چل رہے ہیں ۔ جیسا کہ قاضی دو گواہوں کی شہادتیں لیکر فیصلہ کر دیتا ہے اگرچہ گواہوں کی گواہی میں غلطی کا امکان ہوتا ہے لیکن جب تک غلطی ثابت نہ ہو جائے ان کی گواہی قابل قبول ہوتی ہے۔

اور گواہوں کی گواہی میں غلطی کا امکان قرآن مجید سے ثابت ہے چنانچہ فرمایا اگر کوئی آدمی سفر میں فوت ہو جائے اور وہ کوئی وصیت کر گیا ہو تو عصر کے بعد دو آدمی شہادت دیں کہ مرنے والے نے یہ وصیت کی تھی بعد میں اگر معلوم ہو جائے کہ ان کی گواہی غلط ہے تو فوت ہونیوالے کے وارثوں میں سے دو آدمی شہادت دیں کہ ان کی گواہی غلط ہے اور درست ہماری شہادت ہے"

قرآن کریم کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ گواہوں کی گواہی میں غلطی کا امکان ہوتا ہے لیکن اس غلطی کے امکان کو قبول اس وقت کیا جائے جبکہ وہ غلطی، دلائل سے ثابت ہو جائے۔

اسی طرح صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آپ لوگ میرے پاس کوئی جھگڑا لے کر آتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ آپ میں سے ایک فریق اپنا موقف اچھے انداز میں پیش کر دے اور میں اس پر اعتماد کر کے اس کے مطابق فیصلہ کر دوں، حالانکہ وہ غلطی پر ہو، تو وہ یہ نہ سمجھ لے کہ یہ حق نبی کریمؐ نے مجھے دیا ہے لہٰذا میرے لئے جائز ہو گیا ہے، بلکہ وہ آگ کا انگارہ ہے جو میں نے اسے کاٹ کر دیا ہے' ------ اس سے معلوم ہوا کہ قاضی جو سنے گا اس کے مطابق فیصلہ کرے گا اور وہ دلوں کو کریدنے کا مکلف نہیں ہے' ------ اسی طرح تاجر بھی نفع کے امکان پر ہی تجارت کرتا ہے وہ تجارت کرنا اس لئے نہیں چھوڑ دیتا کہ نفع کا یقین نہیں ہے' ایک طالب علم کے پیش نظر بھی حصول علم کا امکان ہی ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر میاں بیوی میں جھگڑا ہو جائے تو ان میں صلح کرانے کیلئے ایک منصف خاوند کی طرف سے اور دوسرا بیوی کی طرف سے مقرر کیا جائے' اور فرمایا

يُرِيدَآ إِصۡلَٰحٗا يُوَفِّقِ ٱللَّهُ بَيۡنَهُمَآۗ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اگر وہ میاں بیوی کی درمیان اصلاح کا ارادہ رکھتے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان میں موافقت پیدا کر دے اس آیت کریمہ سے بھی معلوم ہوا کہ دونوں منصف اصلاح کا ارادہ کر سکتے ہیں اور ہو سکتا ہے دل سے وہ اصلاح کو نہ چاہتے ہوں لیکن ہم اس بات کے مکلف ہیں کہ طرفین سے ایک ایک منصف مقرر کر دیں۔ صرف اس لیے اس حکم کی تعمیل کو نہ چھوڑ دیں کہ ہو سکتا ہے وہ منصف اصلاح کا ارادہ نہ رکھتے ہوں۔

"محرم" اگر ایسا شکار کرے جسکی ممانعت تھی تو اس پر جزا واجب ہے جسکا فیصلہ منصف کریں گے اور وہ شکار کئے ہوئے جانور کے مساوی جانور کا فدیہ دے گا۔ تاہم اس میں بھی غلطی کا امکان ہے اور ہو سکتا ہے فدیہ میں دیا جانے والا جانور شکار سے بڑا ہو یا چھوٹا، لیکن غلطی کے اس امکان کی بنا پر فدیہ ساقط نہیں ہو جائے گا، اسی طرح جو چیزیں ہم آنکھ سے دیکھتے ہیں اور یقین حاصل ہو جاتا ہے لیکن اکثر و بیشتر وہ بھی ظنی ہوتی ہیں۔ حالانکہ آنکھ سے دیکھ لینا سننے سے کہیں بہتر ہے اور کسی چیز کو دیکھ لینے سے طبیعت زیادہ متاثر ہوتی ہے۔

دیکھئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر اطلاع دی کہ آپ کے آنے کے بعد سامری نے بنی اسرائیل کو گمراہ کر دیا ہے، لیکن اس کو سننے سے آپکی طبیعت پر زیادہ اثر نہیں ہوا بلکہ آپ توریت کی تختیاں اٹھائے ہوئے جب واپس پہنچے تو دیکھا کہ ان کی قوم واقعی بچھڑے کی پرستش میں مبتلا ہے تو قوم کو شرک کرتے دیکھ کر برداشت نہ کر سکے غصے میں آکر تختیاں پھینک دیں اور اپنے بھائی حضرت ھارون علیہ السلام کی سرزنش کی، معلوم ہوا کہ کسی چیز کو دیکھ لینے سے طبیعت پر اثر سننے کی سے کہیں بڑھ کر ہوتا ہے ، ــــــ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی مسلم ہے کہ آنکھ بھی غلطی کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسی ممکنہ غلطی کے ازالے کیلئے ارشاد فرمایا

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓا۟

یعنی اے ایمان والو، اگر کوئی فاسق تمہیں کوئی خبر دے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو، لیکن اگر مخبر فاسق نہ ہو بلکہ ثقہ اور قابل اعتماد ہو تو اسکی خبر کی تحقیق کی بھی ضرورت نہیں اس کی ضرورت تب ہے جبکہ فاسق ہو۔ غلط ثابت ہونے پر اس کی خبر کو رد کر دیا جائے گا ورنہ قبول کر لیا جائے گا جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرا ایک ساتھی تھا، ایک دن وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا تاکہ آپ پر نازل ہونے والی وحی کا علم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرے اور مجھے آکر بتا دیتا اور ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور وہ گھر میں رہتا' تاکہ وحی کا علم حاصل کر کے میں اسے سکھاؤں' دیکھئے یہاں ایک ہی آدمی کی بات حجت سمجھی جاتی تھی کیونکہ وہ عدالت سے متصف تھا۔

------------ (جاری ہے-)

پشاور سے تاشقند و تابخاک کا شغر اسلامی قوتوں کا ترجمان

بے باک صحافت کا علمبردار

مفتی اعظم سرحد

حضرت مولانا محمد یوسف قریشی

○ کی زیر ادارت و سرپرستی ○

ایک انقلابی اخبار ہفت روزہ "صوت الاسلام" پشاور

مورخہ یکم محرم الحرام ۱۴۱۳ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۹۲ء کو منصئہ شہود پر آچکا ہے۔

ایڈیٹر : احتشام الحق قریشی

سالانہ زرمبادلہ :	20 روپے	ششماہی ۳۰ روپے
فی پرچہ :	۲ روپے	

منیجر ہفت روزہ "صوت الاسلام" جامعہ اشرفیہ عید گاہ روڈ پشاور

فون نمبر ۲۱۳۲۶۸ - ۲۴۰۶۴۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ